کرنل شیر خان شہید
نورین خان

کرنل شیر خان شہید

تحریر

نورین خان

معلومات شخصیت	
پیدائش	1 جنوری 1970 ضلع صوابی
وفات	5 جولائی 1999 (29 سال) وادی مشکوہ، ٹائیگر ہل، کارگل، دراس، جموں و کشمیر
وجہ وفات	لڑائی میں مارا گیا
شہریت	پاکستان
عملی زندگی	
مادر علمی	پاکستان ملٹری اکیڈمی
پیشہ	فوجی افسر
عسکری خدمات	
شاخ	سندھ رجمنٹ، ناردرن لائٹ انفنٹری، پاک فوج
عہدہ	کپتان کرنل
لڑائیاں اور جنگیں	کارگل جنگ

کرنل شیر خان شہید

بہادر کرنل شیر خان شہید یکم جنوری 1970 کو پاکستان کے صوبہ سرحد کے ضلع صوابی ایک گاوں نواں کلی میں پیدا ہوئے۔کرنل شیر خان چار بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔جب آپکی والدہ کا انتقال 1978 میں ہوا اس وقت کرنل شیر خان کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔آپکی پرورش پھوپیوں اور چاچیوں نے کی۔آپکا خاندان مکمل طور پر مذہبی ہے۔جسکی وجہ سے کرنل شیر خان مکمل طور پر اسلامی تعلیمات اور افکار پر عمل کرتے تھے ،گورنمنٹ کالج صوابی سے اپنا انٹرمیڈیٹ مکمل کرنے کے بعد انہوں نے ائیر مین کے طور پر

پاکستان ائیر فورس میں شمولیت اختیار کر لی اور اپنی ٹریننگ مکمل
کی اور رسالپور کے بنیادی فلائنگ ونگ میں الیکٹریکل
فٹر(ایرو ناٹیکل) کے طور پر تعینات ہوئے۔اس دوران انہوں نے
دو بار پاکستان آرمی میں کمیشن حاصل کرنے کی کوشش کی
جسمیں دوسری دفعہ کامیابی حاصل کی۔اور 1992 میں پاکستان
ملٹری اکیڈمی کاکول میں شمولیت اختیار کی اور 1994 میں 90
لانگ کورس سے گریجویشن مکمل کی۔انکی پہلی تعیناتی ستائیسویں
سندھ رجمنٹ کے ساتھ اوکاڑہ میں ہوئی اب مزید تفصیلات
کیطرف جاتے ہیں

گورنمنٹ کالج صوابی سے اپنا انٹرمیڈیٹ مکمل کرنے کے بعد
انہوں نے ائیر مین کے طور پر پاکستان ائیر فورس میں شمولیت
اختیار کر لی اور اپنی ٹریننگ مکمل کی اور رسالپور کے بنیادی
فلائنگ ونگ میں الیکٹریکل فٹر(ایرو ناٹیکل) کے طور پر تعینات

ہوئے۔اس دوران انہوں نے دو بار پاکستان آرمی میں کمیشن حاصل کرنے کی کوشش کی جس میں دوسری دفعہ کامیابی حاصل کی۔اور 1992ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں شمولیت اختیار کی اور 1994 میں 90لانگ کورس سے گریجویشن مکمل کی۔ان کی پہلی تعیناتی ستائیسویں سندھ رجمنٹ کے ساتھ اوکاڑہ میں ہوئی۔ان کے چہرے پہ ہمیشہ ایک پیارے فوجی کی مسکراہٹ رہتی تھی جس کی وجہ سے آپ شیرا کے لقب سے مشہور تھے۔کرنل شیر خان اپنے آفیسرز اور ساتھیوں کے درمیان بھی بہت مشہور تھے۔۔

ہتھیاروں، فیلڈ کرافٹ اور جنگی مہارت میں انکا کوئی مقابل نہیں تھا اور بہادری کی تو کیا ہی بات اور ایمان اتنا مضبوط کہ یخ بستہ موسم میں بھی نفلی روزے رکھتے،اور روزہ رکھنا ما چھوڑا اسی طرح کاکول اکیڈمی میں وہ ہر میدان میں نمایاں نظر آئے اور

پاسنگ آؤٹ کے بعد چودہ اکتوبر انیس سو چورانوے میں سیکنڈ لیفٹیننٹ بنے.

کیپٹن کرنل شیر خان ستائیس سندھ رجمنٹ میں براہ راست پوسٹ ہونے والے پہلے آفیسر تھے،کیپٹن کرنل شیر خان نے اکیڈمی کے بعد اپنی یونٹ کے لئے بھی کئی اعزازات حاصل کئے،فزیکل ٹریننگ،اسالٹ کورس سمیت ہر طرح کے مقابلوں میں حصہ لیتے،یونٹ کی شوٹنگ ٹیم کو گھنٹوں ٹریننگ کرانا اور مختلف قسم کی تکنیک بتانا بھی کیپٹن کرنل

شیر خان کا ہی کام تھا
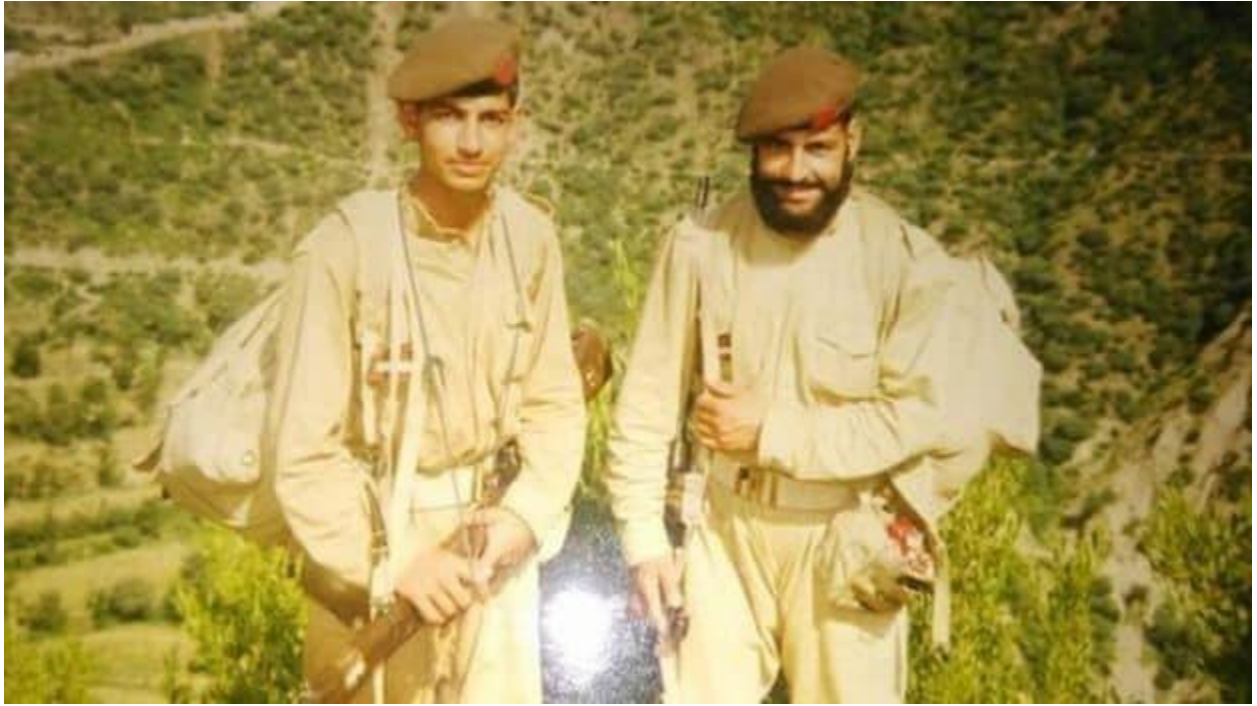
انہیں اپنی یونٹ ستائیس سندھ رجمنٹ سے عشق تھا،14 جولائی 1995کو انہیں لیفٹیننٹ کے عہدے پر ترقی ملی اور سکول آف انفنٹری اینڈ ٹیکٹکس کوئٹہ میں کورس کے لئے گئے،کورس کامیابی سے مکمل کرنے کے بعد 5جنوری 1996 کو اسی کمپنی کے کمانڈر بنائے گئے.

اکتوبر انیس 1996 کو کیپٹن کے عہدے پر ترقی 17، پائی،کیپٹن کرنل شیر خان نے اپنے پیشہ ورانہ کیریئر میں اپنے

یونٹ میں دودفعہ کمانڈو پلاٹون تیار کی۔ کمپنی کمانڈر ہونے کے ناطے وہ دوسروں سے زیادہ محنت ،لگن سے کام کرتے

جنوری 1998 میں انہوں نے خود کولائن آف کنڑول پر تعیناتی کے لیے پیش کیا جہاں وہ ستائیسویں سندھ رجمنٹ کے طرف سے ناردرن لائن انفنٹری میں تعینات ہوئے

کارگل کی جنگ شروع ہونے کے دوران 15 جون کو امریکی صدر بل کلنٹن کا وزیر اعظم نواز شریف کو فون آیا اور کہا گیا کہ فوراً کارگل سے فوجیں واپس بلوا لو، اس کے بعد جنرل پرویز مشرف اور نوازشریف کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری رہا 29 جون بھارتی فوج نے پوائنٹ 5060 پوائنٹ 5100 پر دو اہم چوکیاں دوبارہ حاصل کر لیں، 2 جولائی بھارتی فوج نے کارگل پر تین حملے کئے، 4 جولائی بھارتی فوج نے گیارہ گھنٹوں کی لڑائی کے بعد علاقہ میں ٹائیگر ہلز کا علاقہ واپس لے لیا، 5 جولائی کو بھارت نے دارس کا علاقہ واپس لے لیا۔وزیراعظم نواز شریف ہنگامی بنیادوں پر ایک مختصر ملاقات کے لیے واشنگٹن میں صدر بل کلنٹن سے ملے نواز شریف نے اس ملاقات کے بعد کارگل سے فوجوں کو واپس بلوانے کا اعلان کر دیا۔29 جون کو پاکستان کے وزیراعظم نے پاک فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم جاری کیا پاک

point 5353 فوج نے 6 میں سے چار جگہوں کو خالی کیا باقی آج بھی پاک فوج point 5353رہ گئے، tiger hill اور کے قبضے میں ہے۔جنگ بندی کے آرڈر کے باوجود ٹائگر ہل کی کمانڈ کیپٹن شیر خان کررہے تھے جس کے پاس کل 30 جوان تھے جنھوں نے ٹائگر ہل پر 5 پوسٹ بنائے تھے، بھارت نے ٹائگر ہل کو واپس لینے کیلئے برگیڈیئر کو ٹاسک دیا جس نے ٹائگر ہل پر 8 ناکام حملے کیئے باجوہ کے مطابق ان 8 حملوں میں اس کے 60 جوان ہلاک ہوئے تھے، برگیڈیئر باجوہ نے ٹائگر ہل پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوششیں جاری رکھیں۔آخری حملے کے طور پر برگیڈیئر باجوہ نے دو برگیڈز کو بھیجا۔اس حملے میں کرنل شیرخان زخمی ہوئے لیکن بھارت کے بقول وہ پھر بھی لڑ رہے تھے اور آخر کار شہید ہوگیے__ اس حملے میں پاک فوج کے باقی 27 جوان بھی شہید ہوئے_ بھارت نے پاکستان

کے 30 جوانوں کو وہیں دفنا دیا جبکہ انڈین افسر نے کیپٹن شیر خان شہید کی باڈی کو ٹائگر ہل سے نیچے اتارتے ہوئے دہلی بھیج دیا__ باڈی کو دہلی بھیجتے ہوئے انڈین افسر نے اپنے جنرل آفیسر کو شیر خان شہید کی بہادری سے آگاہ کیا اور اپنے ہاتھوں سے لکھا گیا خط ساتھ بھیج دیا کہ اس بہادر شیر کی باڈی کے ساتھ یہ خط بھی بھیج دیا جائے جس میں ان کی بہادری کے اعتراف کے ساتھ شیر خان کیلئے حکومت پاکستان سے اعلیٰ اعزاز کی فرمائش کی تھی،

اسوقت بھارتی فوج کے بریگیڈ کمانڈر بریگیڈیئر ریٹائرڈ مہندر پرتاب سنگھ نے بھی کیپٹن کرنل شیر خان کی بہادری کا برملا اعتراف کیا،کیپٹن کرنل شیر خان نے جب جام شہادت نوش کیا تو اسوقت بھی انکی انگلی بندوق کے ٹریگر پر تھی،حکو مت پاکستان نے انیں بہادری، جرات اور شجاعت پر نشان حیدر دیا.

(بشکریہ آئی ایس پی آر)

بھارت نے 16 جولائی کو پاکستانی پرچم میں لپیٹ کر جناب محترم کرنل شیر خان شہید کی باڈی عزت کے ساتھ پاکستان کے حوالے کی پاکستان نے شیر خان شہید کی بہادری پر اس کو نشان حیدر سے نوازا

حال ہی میں کارگل پر شائع ہونے والی کتاب 'کارگل ان ٹولڈ سٹوریز فرام دی وار' کی مصنفہ رچنا بشٹ راوت کا کہنا ہے کہ 'پاکستانیوں نے ٹائیگر ہل پر پانچ مقامات پر اپنی چوکیاں قائم کر رکھی تھیں۔پہلے آٹھ سکھ رجمنٹ کو ان پر قبضہ کرنے کا کام دیا گیا لیکن وہ یہ نہیں کر پائے

کارگل پر لکھی گئی کتاب 'وٹنس ٹو بلنڈر-کارگل سٹوری انفولڈز' کے مصنف اشفاق حسین بتاتے ہیں کہ 'کرنل' لفظ شیر خان

کے نام کا حصہ تھا اور 'وہ اسے بہت فخر سے استعمال کرتے
تھے'۔کئی بار اس سے کافی مشکلیں پیدا ہو جاتی تھیں۔

جب وہ فون اٹھا کر کہتے تھے 'لیفٹیننٹ کرنل شیر سپیکنگ' تو '
فون کرنے والا سمجھتا تھا کہ وہ کمانڈنگ افسر سے بات کر رہا
ہے اور وہ انھیں 'سر' کہنا شروع کر دیتا تھا۔تب شیر مسکرا کر
کہتے تھے کہ وہ لیفٹیننٹ شیر ہیں۔میں ابھی آپ کی بات
کمانڈنگ' افسر کے ساتھ کرواتا ہوں۔

مقبول افسر

کرنل شیر نے اکتوبر سنہ 1992 میں پاکستانی فوجی اکیڈمی میں
شمولیت اختیار کی تھی۔جب وہ وہاں پہنچے تو انھوں نے داڑھی
رکھی ہوئی تھی۔انھیں داڑھی صاف کرنے کو کہا گیا تھا تو انھوں
نے انکار کر دیا۔

ان کے آخری سیشن میں ان سے دوبارہ کہا گیا کہ آپ کی کارکردگی اچھی رہی ہے اگر آپ داڑھی صاف کر دیتے ہیں تو آپ کو اچھی پوسٹنگ مل سکتی ہے۔

لیکن انھوں نے دوبارہ انکار کر دیا۔اس کے باوجود انھیں بٹالین کوراٹر ماسٹر کی پوزیشن دی گئی۔

پاکستانی فوجی اکیڈمی میں ان کے ایک سال جونیئر کیپٹن علی الحسین بتاتے ہیں: 'ان کی انگلش بہت اچھی تھی وہ دوسرے

افسروں کے ساتھ 'سکریبل' کھیلا کرتے تھے اور اکثر جیتتے تھے۔ جوانوں کے ساتھ بھی وہ آسانی سے گھل مل جاتے تھے اور ان کے ساتھ لڈو کھیلتے تھے۔

حکام کے حکم پر واپس ہوئے

کیپٹن شیر خان جنوری 1998 میں ڈومیل سیکٹر میں تعینات تھے۔سردیوں میں جب انڈین فوجی پیچھے چلے گئے تو وہ چاہتے تھے ان کے ٹھکانے پر قبضہ کر لیں۔
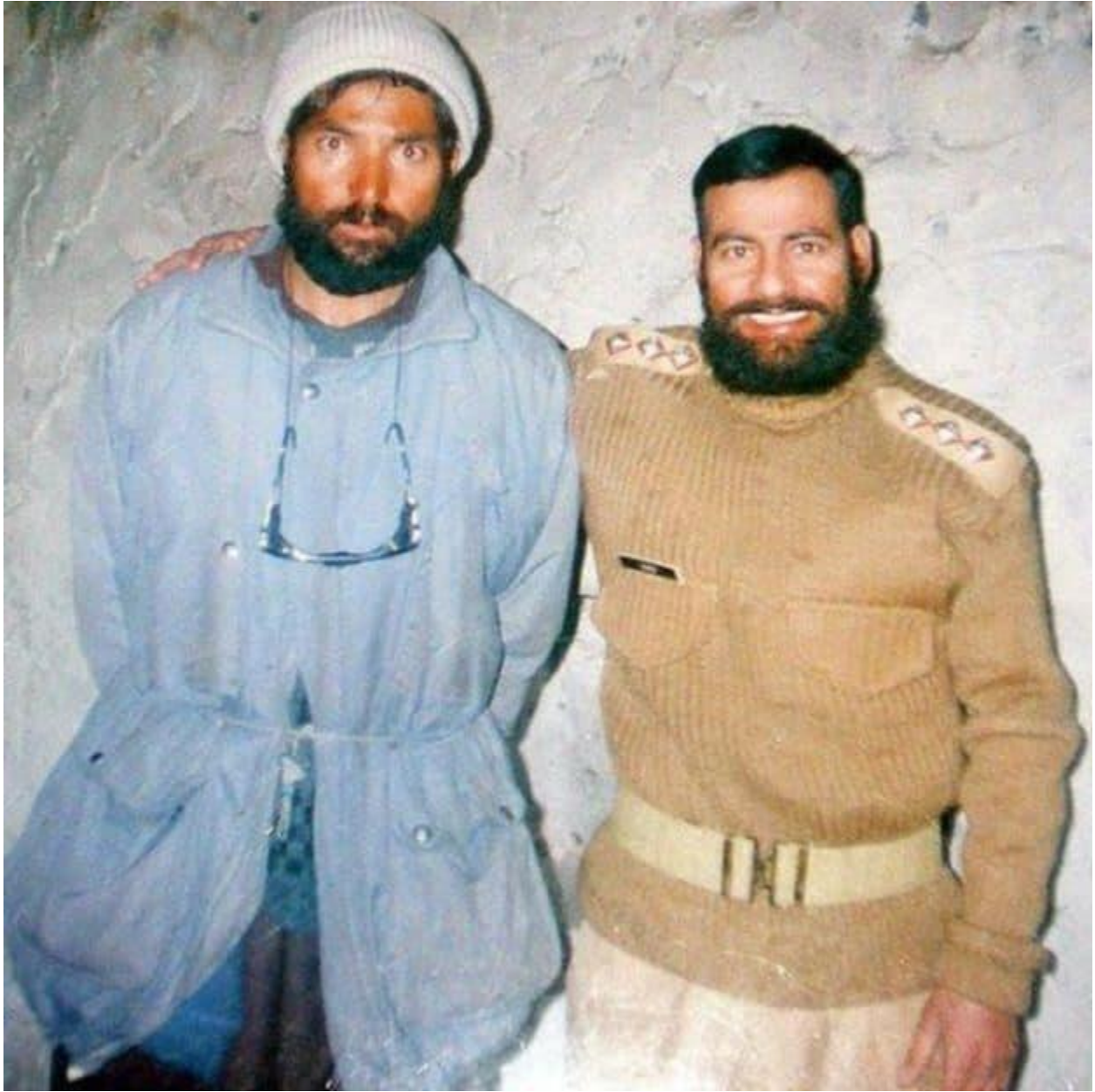
اس سلسلے میں وہ اعلیٰ افسران سے ابھی اجازت لینے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ کیپٹن شیر خان نے اطلاع بھیجی کہ وہ چوٹی پر پہنچ چکے ہیں۔

کرنل اشفاق حسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: 'کمانڈنگ افسر تذبذب میں تھے کہ کیا کریں۔اس نے اپنے اعلیٰ حکام تک بات پہنچائی اور اس ہندوستانی چوکی پر قبضہ جاری رکھنے کی اجازت مانگی لیکن اجازت نہیں دی گئی اور کیپٹن شیر سے واپس آنے کے لیے کہا گیا۔'

وہ واپس آ گئے لیکن آتے آتے ہندوستانی پوسٹ کی بہت سے ' علامتی چیزیں مثلا انڈین فوجیوں کی وردیاں، دستی بم، وائکر گن کے میگزن، گولیاں اور کچھ سلیپنگ بیگ اٹھا لائے۔'

ٹائیگر ہل پر جان دی

چار جولائی 1999 کو کیپٹن شیر کو ٹائیگر ہل پر جانے کے لیے کہا گیا۔وہاں پاکستانی فوجیوں نے تین دفاعی لائنیں بنا رکھی تھی جنھیں کوڈ نمبر 129 اے، بی اور سی دیا گیا تھا۔

انڈین فوجی 129 اے اور بی دفاعی لائن کو کاٹنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔کیپٹن شیر شام کو چھ بجے وہاں پہنچے تھے اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد دوسری صبح انھوں انڈین فوجیوں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

کرنل اشفاق حسین لکھتے ہیں: 'رات کو انھوں نے سارے سپاہیوں کو جمع کیا اور شہادت پر ایک تقریر کی۔ صبح پانچ بجے انھوں نے نماز ادا کی اور کیپٹن عمر کے ساتھ حملے پر نکل گئے۔ وہ میجر ہاشم کے ساتھ 129 بی پر ہی تھے کہ انڈین فوجیوں نے جوابی حملہ کر دیا۔'

خطرناک صورتحال سے بچنے کے لیے میجر ہاشم اپنے توپ 'خانے سے اپنی پوزیشن پر ہی گولہ باری کی بات کہی۔ جب

دشمن فوجی بہت قریب آتے ہیں تو فوجی ان سے بچنے کے لیے اس قسم کا مطالبہ کرتے ہیں۔'

کرنل اشفاق حسین آگے لکھتے ہیں: 'ہماری اپنی توپوں کے گولے ان چاروں طرف گر رہے تھے۔پاکستانی اور انڈین جوانوں کی دست بدست لڑائی ہو رہی تھی۔ تبھی ایک انڈین نوجوان کا برسٹ کیپٹن کرنل شیر خان کو لگی اور وہ نیچے گر گئے۔'

باقی پاکستانی فوجیوں کو تو انڈین فوجیوں نے وہیں دفن کر دیا لیکن کیپٹن شیر خان کے جسد خاکی کو پہلے سرینگر اور پھر دہلی لے جایا گیا۔

موت کے بعد نشان حیدر

کیپٹن شیر خان کو پاکستانی فوج کے سب سے بڑا اعزاز نشان حیدر سے نوازا گیا۔

بعد میں ان کے بڑے بھائی اجمل شیر نے ایک بیان میں کہا کہ 'اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا دشمن بھی کوئی بزدل دشمن نہیں ہے۔ اگر لوگ کہیں کہ انڈیا بزدل ہے تو میں کہوں گا نہیں کیونکہ اس نے اعلانیہ کہہ دیا کہ کرنل شیر ہیرو ہیں

آخری الوداع

18 جولائی 1999 کی نصف شب کو ملیر چھاؤنی کے سینکڑوں فوجی کراچی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پہنچ گئے تھے جنھوں نے کیپٹن کرنل شیر خان کی میت وصول کی۔ان کے دو بھائی اپنے آبائی گاؤں سے وہاں آئے تھے۔

کرنل اشفاق حسین لکھتے ہیں: 'صبح پانچ بج کر ایک منٹ پر طیارے نے رن وے کو چھوا۔اس کے پچھلے حصے سے دو تابوت

اتارے گئے۔ایک میں کیپٹن شیر خاں کا جسد خاکی تھا۔دوسرے
تابوت میں رکھی لاش کی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔

ان تابوتوں کو ایمبولینس میں رکھا گیا اور اس جگہ لے جایا گیا
جہاں ہزاروں فوجی اور عام شہری موجود تھے۔بلوچ رجمنٹ کے
جوانوں نے ایمبولینس سے تابوت اتار کر عوام کے سامنے رکھا
جہاں خطیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز کے بعد اس تابوت کو پاکستانی فضائیہ کے طیارے پر دوبارہ
رکھا گیا۔یہ طیارہ کراچی سے اسلام آباد پہنچا جہاں ایک بار پھر
نماز جنازہ ادا کی گئی۔

اس موقع پر پاکستان کے صدر رفیق تاڑر بھی موجود تھے۔اس
کے بعد کیپٹن شیر کی لاش ان کے آبائی گاؤں لے جائی گئی

جہاں ہزاروں افراد نے پاکستانی فوج کے اس بہادر فوجی کو الوداع کہا۔ان کے اس گاؤں کا نام اب ان کے نام پر رکھ دیا گیا ہے۔

....کیپٹن کرنل شیر خان پر لکھی ایک پرانی کہانی

غالب گمان ہے کہ کسی نہ کسی شمارے میں چھپ چکی ہو گی
لیکن یاد نہیں آ رہا۔

کرنل شیر خان

"رک جاؤ......!"

یہ حکم سنتے ہی اُس لاش کی طرف بڑھتے قدم رک گئے۔
بھارتی فوجیوں کا دل چاہ رہا تھا کہ اُسے اُٹھا کر پہاڑ سے

۔

ابھی وہ غصے سے لاش کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ نیا حکم ملا:

"اِسے اُٹھا کر سرینگر لے چلو!"

انھیں اپنے افسر کا دماغی توازن خراب لگا لیکن وہ کچھ بولے نہیں۔ناچاہتے ہوئے بھی چند فوجیوں نے مل کر اس پاکستانی کیپٹن کے مردہ جسم کو اُٹھایا اور واپس سرینگر کی طرف چل پڑے۔

☆......☆......☆......☆......☆

"فائر......!"

کیپٹن کرنل شیر خان کی آواز سنتے ہی فوجیوں نے گولیاں برسانا شروع کر دیں۔وہ اس وقت بھارتی فوج کے گھیرے میں تھے۔ دشمن نے بڑی رازداری سے ان پر حملہ کیا تھا مگر وہ ہر قسم

کے حالات کے لیے تیار تھے۔یہی وجہ تھی کہ چند ہی گھنٹوں میں انھوں نے دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔یہ سات اور آٹھ جون 1999ء کی درمیانی شب کا واقعہ ہے۔دشمن پیچھے ہٹ چکا تھا لیکن کیپٹن کرنل شیر خان کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔جوں ہی رات کا اندھیرا ختم ہوا، انھوں نے آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔وہ جانتے تھے کہ دشمن کچھ فاصلے پر رک کر پھر سے حملے کی کوشش کرے گا۔ان کا اندازہ بالکل درست تھا۔دشمن پاس ہی موجود تھا لیکن اس بار انھوں نے حملے میں پہل کر دی۔دشمن کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ایک ہی ہلے میں دشمن کے چالیس سپاہی ڈھیر ہو چکے تھے۔

یہ جنگ کسی میدانی علاقے میں لڑی جا رہی ہوتی تو چالیس فوجیوں کی موت سے کوئی خاص فرق نہ پڑتا۔لیکن یہ جنگ لگ بھگ 16000 فٹ کی بلندی پر لڑی جا رہی تھی۔وہاں ایک

فوجی کا مطلب تھا ایک ہزار فوجی۔یہی وجہ تھی کہ کیپٹن شیر خان کے اس حملے کے بعد دشمن کو کئی دن تک کسی بڑے حملے کی جرأت نہ ہو سکی۔اس دوران زخمی فوجیوں کو پیچھے منتقل کیا گیا۔کیپٹن کرنل شیر خان مسلسل اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے۔ان کی موجودگی ہی فوجیوں کے لیے حوصلے کا باعث تھی۔ ان کا ہر سپاہی اپنے کیپٹن کی دل سے عزت کرتا تھا۔یہ کیپٹن کرنل شیر خان کی جرأت مندی اور بہادری ہی تھی کہ پندرہ سے سترہ ہزار فٹ کی بلندی پر انھوں نے پانچ چوکیاں قائم کی تھیں۔کارگل کے اس علاقے گلتری میں یہ پاکستانی فوج کی اہم ترین چوکیاں تھیں۔

پانچ جولائی1999ء کو دشمن نے پھر سے ایک جان دار حملہ کیا۔بہت سے پاکستانی فوجی شہید ہوئے اور کئی پاکستانی چوکیاں دشمن کے قبضے میں چلی گئیں۔جو فوج کشمیر پر بھارتی قبضہ

چھڑانے آئی ہو، وہ اپنی چوکیوں پر قبضہ بھلا کیسے برداشت کر سکتی ہے؟ کیپٹن کرنل شیر خان نے اپنے باقی سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور پوری قوت سے بھارتی فوجیوں پر حملہ کیا۔یہ حملہ اس قدر زوردار تھا کہ دشمن پاکستانی چوکیاں چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ کیپٹن کرنل شیر خان مسلسل دشمن پر فائر کر رہے تھے۔اسی دوران دشمن کا وار چل گیا اور کئی گولیاں کیپٹن کرنل شیر خان کے سینے میں اتر گئیں۔خون فوارے کی طرح ان کے سینے سے نکلا اور کارگل کی برف کو سرخ کر گیا۔

☆......☆......☆......☆......☆

‘‘سر! ایک بات پوچھوں؟’’

ہاں! پوچھو۔‘‘ جنرل مہندر پوری نے اجازت دی تو بھارتی ’’ سپاہی بولا:

"آپ اس پاکستانی کیپٹن کی لاش کو ساتھ کیوں لے آئے ہیں؟ وہیں پھینک آتے۔آپ جانتے نہیں کہ اس نے ہمارے کتنے فوجی مارے ہیں۔"

"ارے پگلے! وہ اپنا کام کر رہا تھا اور میں نے اپنا کام کیا۔ایسے بہادروں کی لاش کی بے حرمتی نہیں کی جاتی، انھیں اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔چلو اب اسے واپس کرنے کی تیاری کرو۔"

جنرل مہندر پوری کا حکم ملا تو بھارتی سپاہیوں نے کیپٹن کرنل شیر خان کا تابوت پاکستانی فوج کے حوالے کر دیا۔اس تابوت کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا جس میں کرنل شیر خان کی بہادری کا اقرار کیا گیا تھا۔ساتھ ہی یہ سفارش تھی کہ ایسے جانباز کو اعلیٰ اعزازات سے نوازا جائے۔

حوالہ

محمد عثمان طفیل

شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں لہو ہمارا بھلا نہ دینا

قسم ہے تم کو اے سرفروشوں عدو مارا بھلا نہ دینا

ڈاکٹرعبدالمنان وانی شہید

Rs.8
RECIPIENT OF
NISHAN-E-HAIDER
CAPTAIN KARNAL SHER KHAN SHAHEED
1970
1999
پاکستان
PAKISTAN